S_1997_3_56_62

عدالت عظمیٰ رپوٹس 1997 ایس یو پی پی 3ایس سی آر

کے۔اجیت بابو اور دیگران

وی۔

یونین آف انڈیا اور دیگران

25جولائی1997

سجاتا۔وی۔منوہر اور وی۔این۔کھرے، جسٹسز

سروس لاءایڈمنسٹریٹوٹریبیونلزایکٹ،1985-دفعہ 19اور(f)(3)22دفعہ 19 کے تحت دائر کی گئی درخواست کوسی ای ٹی نے مسترد کر دیا ہے فریق جو فیصلے سے بری طرح متاثر ہوتی ہے حالانکہ اصل فیصلے میں فریق نہیں ہے-کیا دفعہ 19 کے تحت درخواست دائر کر سکتا ہوں۔منعقد:جی ہاں-سی اے ٹی کے فیصلوں پر لاگو پیشگی اصول-مستقبل کے طرز عمل کی رہنمائی کے لیے پہلے کے معاملات میں دیا گیا فیصلہ معاملات کو اختلاف رائے کی صورت میں بڑے بنچوں یا مکمل بنچوں کو بھیجا جائے۔

مجموع ضابطہ دیوانی، 1908: آرڈر 47-ریویو-دائرہ کار:دفعہ 22 ایڈمنسٹریٹوٹریبونلز ایکٹ-منعقد:نظر ثانی اپیل کا کوئی حق نہیں ہے آرڈر 47 میں موجود بنیادوں کو ایکٹ کے دفعہ 22 کے تحت نظر ثانی کے حق تک بڑھا دیا گیا ہے-جائزے کا حق صرف محدود مدت کے اندر محدود بنیاد پر متاثرہ افراد کے لیے دستیاب ہے۔

سنٹرل ایڈمنسٹریٹوٹریبونل نے ایسے معیارات طے کیے جو کسی خاص تنظیم کے ملازمین کی سنیارٹی کو کنٹرول کرتے تھے۔مذکورہ فیصلے کی روشنی میں سنیارٹی کی کچھ فہرستیں تیار کی گئیں اور اعتراضات طلب کیے گئے۔اس فیصلے کے خلاف متعدد نظر ثانی درخواستیں دائر کی گئیں،لیکن مذکورہ تمام درخواستیں مسترد کر دی گئیں۔پھر اپیل گزاروں نے سنٹرل ایڈمنسٹریٹوٹریبونل کے سامنے ایڈمنسٹریٹوٹریبونل ایکٹ1985 کی دفعہ 19 کے تحت درخواست دائر کی۔ٹریبونل کے مکمل بنچ کے فیصلے پر انحصار کرتے ہوئے یہ فیصلہ دیا گیا کہ وہ افراد جو کسی فیصلے میں فریق نہیں تھے لیکن صرف اس سے متاثر ہیں وہ ایکٹ کی دفعہ 19 کے تحت درخواست دائر کرنے کے حقدار نہیں ہیں، بلکہ صرف اس فیصلے کا جائزہ لے سکتے ہیں جس سے ان پر منفی اثر پڑتا ہے۔نتیجتاً، اپیل گزاروں کی درخواست مسترد کر دی گئی۔اس لیے یہ اپیل۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد: .1 اکثر سروس کے معاملات میں ٹربیونل یا عدالت ذریعے دیے گئے فیصلے دوسرے افراد کو بھی متاثر کرتے ہیں، جو مقدمات میں فریق نہیں ہوتے ہیں۔ یہ ملازمین کے ایک طبقے کی مدد کر سکتا ہے اور ساتھ ہی دوسرے طبقے کے ملازمین کو بھی بری طرح متاثر کر سکتا ہے۔ ایسے حالات میں ٹربیونلز پر عدالت عالیان کے فیصلے ذاتی طور پر سختی سے فیصلے نہیں ہو سکتے ہیں جو صرف مقدمات کے فریقین کو متاثر کرتے ہیں۔ وہ فیصلے الگ ہوں گے۔ موجودہ معاملے میں، ٹربیونل کا نظریہ یہ تھا کہ متاثرہ افراد کے لیے دستیاب واحد مداوح اس فیصلے پر نظر ثانی کرنا ہے جو نہیں متاثر کرتا ہے اور ایڈمنسٹریٹو ٹربیونل ایکٹ، 1985 کی دفعہ 19 کے تحت نئی درخواست دائر کرنا نہیں ہے۔ (60-جی-ایچ؛ 61-اے-بی)

.2 عام طور پر، جائزے کا حق صرف ان لوگوں کے لیے دستیاب ہوتا ہے جو کسی مقدمے میں فریق ہوتے ہیں۔ تاہم، یہاں تک کہ اگر ایڈمنسٹریٹو ٹربیونلز ایکٹ کی دفعہ 22 میں پائے جانے والے "ایک شخص جو غم زدہ محسوس کر رہا ہے" کے بیان محاورہ کو وسیع معنی دیا گیا ہے، کیا ایسا ناراض شخص پورے معاملے کو کھول کر جائزہ لے سکتا ہے، اس کا فیصلہ ٹربیونل کو کرنا ہوگا۔ نظر ثانی کا حق اپیل کا حق نہیں ہے جہاں طے شدہ تمام سوالات چیلنج کے لیے کھلے ہیں۔ نظر ثانی کا حق صرف محدود بنیادوں پر ممکن ہے، جس کا ذکر آرڈر 47، سی پی سی میں کیا گیا ہے۔ اگرچہ سختی سے آرڈر 47 سی پی سی ٹربیونلز پر لاگو نہیں ہوسکتا ہے لیکن اس میں موجود اصولوں کو یقینی طور پر ان تک بڑھایا جانا چاہیے۔ بصورت دیگر، جائزے کے اختیار پر کوئی حد نہ ہونے کی وجہ سے یہ ایک اپیل ہوگی اور فیصلے کی حتمی حیثیت کا کوئی یقین نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ، جائزے کا حق دستیاب ہے اگر ایسی درخواست حد کی مدت کے اندر دائر کی جاتی ہے۔ ٹربیونل کی طرف سے دیا گیا فیصلہ، جب تک کہ اس کا جائزہ نہ لیا جائے یا اس کے خلاف اپیل نہ کی جائے، حتمی حیثیت حاصل کرتا ہے۔ اگر اس طرح کے جائزے کے اختیار کی اجازت دی جاتی ہے، تو کوئی فیصلہ حتمی نہیں ہے، کیونکہ مذکورہ فیصلے سے فریق کے منفی طور پر متاثر ہونے کی صورت میں فیصلہ کسی بھی وقت جائزے سے مشروط ہوگا۔ ایک فریق جس کے حق میں فیصلہ دیا گیا ہے وہ آنے والے ہر وقت کیس کی نگرانی نہیں کر سکتا۔ عوامی پالیسی کا مطالبہ ہے کہ قانونی مقدمات کا خاتمہ ہونا چاہیے اور اگر ٹربیونل کے نقطہ نظر کو قبول کر لیا جائے تو کسی معاملے میں کارروائی کبھی ختم نہیں ہوگی۔ لہذا، اگر محدودیت کی مدت کے اندر دائر کیا جائے تو مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر 47 میں مذکور محدود بنیاد پر متاثرہ افراد کے لیے جائزے کا حق دستیاب ہے۔ (61-سی-جی)

.3 عدالتی فیصلوں کے میدان میں مستقل مزاجی، یقین اور یکسانیت پیشگی نظریے سے پیدا ہونے والے فوائد ہیں۔ مثال ایک نمونہ طے کرتی ہے جس پر مستقبل کا طرز عمل مبنی ہوسکتا ہے۔ انصاف کے انتظام

کے بنیادی اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ مقدمات کا فیصلہ یکساں طور پر کیا جانا چاہیے۔اس طرح مثال کا نظریہ مرکزی انتظامی ٹربیونل پر بھی لاگو ہوتا ہے۔جب ایڈمنسٹریٹو ٹربیونل ایکٹ، 1985 کی دفعہ 19 کے تحت بھی درخواست دائر کی جاتی ہے اور مذکورہ درخواست میں شامل سوال ٹربیونل کے کچھ سابقہ فیصلے سے ختم ہو جاتا ہے، تو ٹربیونل کو لازمی طور پر سابقہ معاملے میں دیے گئے فیصلے کو ایک مثال کے طور پر مدنظر رکھنا ہوگا اور اسی کے مطابق درخواست کا فیصلہ کرنا ہوگا۔ٹربیونل یا تو پہلے کے فیصلے میں لیے گئے نقطہ نظر سے متفق ہوسکتا ہے یا اختلاف کرسکتا ہے۔اگر یہ اختلاف کرتا ہے، تو معاملہ بڑے بنچ /مکمل بنچ کو بھیجا جاسکتا ہے اور معاملہ بڑے بنچ کی تشکیل کے لیے چیئرمین کے سامنے رکھا جاسکتا ہے تاکہ دونوں بنچوں پر کوئی تنازعہ نہ ہو۔اس کے بعد، بڑی بنچ کو بعد کی درخواست کو نمٹانے میں پہلے کے فیصلے کی درستگی پر غور کرنا ہوگا۔بڑی بنچ پہلے کے فیصلے میں لیے گئے نقطہ نظر کو ختم کرسکتی ہے اور قانون کا اعلان کرسکتی ہے، جو تمام بنچوں پر پابند ہوگا۔موجودہ معاملے میں ٹربیونل نے اپیل گزاروں کی درخواست کو یہ سوچ کر مسترد کردیا کہ اپیل گزار ٹربیونل کے فیصلے کو کالعدم قرار دینے کی کوشش کررہے ہیں۔ٹربیونل کا یہ نظریہ درست نہیں تھا۔اپیل گزاروں کی درخواست کا فیصلہ قانون کے مطابق ہونا ضروری تھا۔(62-بی-ایف)

جان لوکاس بمقابلہ ایڈیشنل چیف مکینیکل انجینئر، ایس سی آر ایل۔، (1987) 3 اے ٹی سی 328 (بینگ) (ایف بی)، حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1991 کی دیوانی اپیل نمبر 3520۔

1990 کے اصل درخواست نمبر 47 میں سنٹرل ایڈمنسٹریٹو ٹربیونل، نیو بمبئی کے مورخہ 12.1.90 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے چندن رام مورتی، جے۔بی۔روی اور ایم۔اے۔کرشنا مورتی۔

جواب دہندگان کے لیے کے۔این۔شکلا، بلرام داس، وائی۔شرما اور اے۔کے۔شرما۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

وی این کھرے، جسٹس۔اس اپیل میں غور کے لیے جو مختصر سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا ایڈمنسٹریٹو ٹربیونلز ایکٹ، 1985 (جسے اس کے بعد ایکٹ کہا گیا ہے) کی دفعہ 19 کے تحت اپیل گزاروں کی طرف سے دائر درخواست کو سنٹرل ایڈمنسٹریٹو ٹربیونل کے ذریعے قابل قبول نہ ہونے کی وجہ سے مسترد کیا جا سکتا ہے۔

مذکورہ سوال کو جنم دینے والے حقائق یہ ہیں:

درآمدات اور برآمدات کے چیف کنٹرولر کے قیام کو چار الگ الگ زونوں میں تقسیم کیا گیا ہے، یعنی۔ , مشرقی، مغربی، جنوبی اور شمالی اور مذکورہ زونوں میں سے ہر ایک کے ملازم کے پاس مشترکہ سنیارٹی لسٹ ہے۔موجودہ اپیل مغربی زون میں کام کرنے والے اپیل گزاروں سے متعلق ہے جس میں بمبئی، احمد آباد، گاندھی دھام، راجکوٹ، بھوپال اور گوا کے ادارے شامل ہیں۔ ہر زون میں لوئر ڈویژن کلرک، اپر ڈویژن کلرک، سیکشن ہیڈ، کنٹرولر وغیرہ کی آسامیاں شامل ہیں (مختصر ایل ڈی سی، یو ڈی سی وغیرہ کے لیے) ایل ڈی سی سب سے کم زمرہ ہے جس سے یو ڈی سی کے عہدے پر ترقی دستیاب ہوتی ہے، جس سے لائسنسنگ اسسٹنٹ کے طور پر اور اس کے بعد سیکشن ہیڈ کے طور پر ترقی دی جاتی ہے۔سیکشن ہیڈز کے عہدے سے ملازمین کنٹرولرز کے عہدے پر ترقی پانے کے اہل ہیں۔سنیارٹی کی فہرستوں کو کیڈر کے لحاظ سے برقرار رکھا جاتا ہے۔یو ڈی سی کے عہدے پر ترقی سنیارٹی رول کی بنیاد پر کی جاتی ہے، جبکہ لائسنسنگ اسسٹنٹ، سیکشن ہیڈ اور کنٹرولرز کو ترقی سلیکشن یعنی سنیارٹی کم میرٹ کی بنیاد پر دی جاتی ہے۔ہم سے پہلے اپیل کنندہ کو ایل ڈی سی مقرر کیا گیا تھا۔مقررہ وقت میں انہیں یو ڈی سی، لائسنسنگ اسسٹنٹ، سیکشن ہیڈز اور کنٹرولرز کے طور پر ترقی دی گئی۔بطور کنٹرولر انہیں ایڈہاک بنیادوں پر ترقی دی گئی۔وہ مغربی زون میں کام کر رہے تھے جس کی سربراہی درآمدات اور برآمدات کے جوائنٹ چیف کنٹرولر کرتے ہیں۔اس کے بعد، یہ پایا گیا کہ کچھ افسران جنہیں ترقی دی گئی تھی اور نئے دفاتر میں منتقل کیا گیا تھا وہ پوسٹنگ کی نئی جگہ پر شامل ہونے سے گریزاں تھے اور اسی طرح، سال 1978 سے یہ اختیار حاصل کرنے کے لیے ایک پالیسی اپنائی گئی تھی کہ آیا وہ ترقی پانے کی صورت میں منتقل ہو جانے کے لیے تیار ہیں یا وہ اپنی ترقی سے پہلے موجودہ پوسٹنگ کی جگہ پر رہنا چاہتے ہیں۔جن افسران نے ترقی کی صورت میں پوسٹنگ کی نئی جگہ پر جانے کے اپنے اختیارات دیے ہیں، انہیں اپنے سینئروں کے دعووں کو ترجیح دیتے ہوئے ترقی دی گئی۔

سال 1983 میں، ایک پی ایس جان اور دیگر جو 13.10.81 پر شائع ہونے والی سنیارٹی لسٹ سے متاثر تھے اور احمد آباد میں کام کر رہے تھے، انہوں نے گجرات عدالت عالیہ کے سامنے دیوانی درخواست نمبر 1533/83 دائر کی جس میں شکایت کی گئی کہ جواب دہندگان نے کبھی بھی اپنی ترقی کی صورت میں پوسٹنگ کی نئی جگہ پر جانے کے لیے اپنے اختیارات نہیں مانگے۔مذکورہ درخواست کو سنٹرل ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل کے احمد آباد بنچ میں منتقل کر دیا گیا جہاں اسے منتقلی درخواست نمبر 263/86 کے طور پر نمبر دیا گیا۔ٹریبونل نے 14 اگست 1987 کے اپنے فیصلے میں کہا کہ مقرر کردہ کوٹے کے لحاظ سے بھرتی کے قواعد کا سہارا لیے بغیر اختیارات کی بنیاد پر کی گئی ترقی اور اسے پر کرنے کا طریقہ کار اس وقت تک درست ہے جب تک کہ یہ

ایڈ ہاک ہوا اور اس طرح کی ایڈ ہاک ترقی ان لوگوں کی سنیارٹی سے محروم نہیں کرتی جنہوں نے پوسٹنگ کی نئی جگہ پر جانے کے لیے اپنے اختیارات نہیں دیے ہیں۔ ٹریبونل کا مزید خیال تھا کہ آجران جونیئرز کو اجازت دینے کے لیے آزاد ہیں جنہوں نے اپنے اختیارات دیے ہیں کہ وہ ایڈ ہاک کی بنیاد پر ترقی سے لطف اندوز ہوتے رہیں، لیکن اس طرح کی ترقی کو باقاعدہ ترقی دینے والے احکامات کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا کیونکہ اس سے ان لوگوں کی سنیارٹی متاثر ہوتی ہے جنہوں نے اپنے اختیارات نہیں دیے ہیں۔ جن افسران نے اپنے اختیارات نہیں دیے ہیں انہیں سنیارٹی کے اپنے موڑ پر ترقی کا حق حاصل ہے۔ مذکورہ بالا سنٹرل ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل کے فیصلے کے پیش نظر، جواب دہندگان نے اعتراضات، اگر کوئی ہوں، کو مدعو کرتے ہوئے سنیارٹی کی چار فہرستوں کا مسودہ تیار کیا اور تقسیم کیا۔ اس کے بعد، ٹریبونل کے ذریعے ٹی اے نمبر 263/86 میں دیے گئے فیصلے پر نظر ثانی کے لیے متعدد نظر ثانی درخواستیں دائر کی گئیں، لیکن انہوں نے کہا کہ درخواستیں مسترد کر دی گئیں۔ نظر ثانی کی درخواستیں مسترد ہونے کے بعد، موجودہ اپیل گزاروں نے احمد آباد میں سنٹرل ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل، گجرات کے سامنے ایکٹ کی دفعہ 19 کے تحت درخواست دائر کی۔ ٹریبونل کے مکمل بنچ کے فیصلے پر انحصار کرتے ہوئے، جون لوکاس اور دیگر بمقابلہ ایڈیشنل چیف مکینیکل انجینئر میں، 2.11.87 پر فیصلہ دیا گیا، ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ وہ افراد جو کسی فیصلے میں فریق نہیں تھے لیکن ٹریبونل کے فیصلے سے متاثر ہیں وہ ایکٹ کی دفعہ 19 کے تحت درخواست دائر کرنے کے حقدار نہیں ہیں، بلکہ صرف ان پر منفی اثر ڈالنے والے فیصلے پر نظر ثانی کی درخواست دائر کر سکتے ہیں۔ نتیجتاً اپیل گزاروں کی درخواست کو مختصر طور پر مسترد کر دیا گیا۔ اپیل کنندگان اب اس عدالت میں آ چکے ہیں۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے، اپیل کنندہ نے سنٹرل ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل، احمد آباد کی طرف سے 1986 کے منتقلی درخواست نمبر 263 میں دیے گئے فیصلے کی بنیاد پر تیار کردہ اعتراض شدہ سنیارٹی لسٹ کو چیلنج کیا ہے، جس میں ایکٹ کی دفعہ 19 کے تحت درخواست دی گئی ہے جس میں ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل کے 14.8.1987 کے فیصلے کو کالعدم قرار دینے کی کوئی درخواست نہیں کی گئی تھی۔ یہ سچ ہے کہ سنٹرل ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل، احمد آباد کی طرف سے ٹی اے نمبر 263/86 میں دیا گیا فیصلہ اپیل کنندہ کی راہ میں حائل ہوتا۔ اکثر سروس کے معاملات میں ٹریبونل یا عدالت ذریعے دیے گئے فیصلے دوسرے افراد کو بھی متاثر کرتے ہیں، جو مقدمات میں فریق نہیں ہوتے ہیں۔ یہ ملازمین کے ایک طبقے کی مدد کر سکتا ہے اور ساتھ ہی دوسرے طبقے کے ملازمین کو بھی بری طرح متاثر کر سکتا ہے۔ ایسے حالات میں عدالت عالیان یا ٹریبونلز کے فیصلے سختی سے ذاتی طور پر فیصلے نہیں ہو سکتے ہیں جو صرف مقدمات کے فریقین کو متاثر کرتے ہیں، وہ ریم میں فیصلے ہوں گے۔ ایسی

صورت حال میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے متاثرہ افراد کے لیے کیا علاج دستیاب ہے جو کسی معاملے میں فریق نہیں ہیں، پھر بھی ایسے معاملے میں فیصلہ ان کی سنیارٹی کے معاملے میں ان کے حقوق پر منفی اثر ڈالتا ہے۔ موجودہ معاملے میں، ٹریبونل کی طرف سے یہ نظریہ اختیار کیا گیا ہے کہ متاثرہ افراد کے لیے دستیاب واحد مداوح اس فیصلے کا جائزہ لینا ہے جو انہیں متاثر کرتا ہے اور ایکٹ کی دفعہ 19 کے تحت نئی درخواست دائر کرنا نہیں ہے۔ ایکٹ کا دفعہ 22(3)(ایف) ٹریبونل کو اپنے فیصلوں کا جائزہ لینے کا اختیار دیتا ہے۔ سنٹرل ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل (طریقہ کار اور قواعد) کا قاعدہ 17 (جسے اس کے بعد "قواعد" کہا گیا ہے) فراہم کرتا ہے کہ جائزے کے لیے کسی بھی درخواست پر تب تک غور نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اس حکم کی کاپی موصول ہونے کی تاریخ سے 30 دن کے اندر داخل نہ کیا جائے۔ عام طور پر، جائزے کا حق صرف ان لوگوں کے لیے دستیاب ہوتا ہے جو کسی مقدمے میں فریق ہوتے ہیں۔ تاہم، یہاں تک کہ اگر ہم ایکٹ کی دفعہ 22 میں پائے جانے والے "ایک شخص جو غم زدہ محسوس کر رہا ہے" کے بیان محاورہ کو وسیع تر معنی دیتے ہیں، کیا ایسا ناراض شخص ٹریبونل کے ذریعے طے شدہ پورے کیس کو کھول کر جائزہ لے سکتا ہے۔ جائزے کا حق اپیل کا حق نہیں ہے جہاں طے شدہ تمام سوالات چیلنج کے لیے کھلے ہیں۔ جائزے کا حق صرف محدود گرویوں پر ممکن ہے، جس کا ذکر مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر 47 میں کیا گیا ہے۔ اگرچہ سختی سے مجموع ضابطہ دیوانی کا آرڈر 47 ٹریبونلز پر لاگو نہیں ہو سکتا ہے لیکن اس میں موجود اصولوں کو یقینی طور پر بڑھانا ہوگا۔ بصورت دیگر جائزے کے اختیار پر کوئی حد نہ ہونے کی وجہ سے یہ ایک اپیل ہوگی اور فیصلے کی حتمی حیثیت کا کوئی یقین نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ، جائزے کا حق دستیاب ہے اگر ایسی درخواست حد کی مدت کے اندر دائر کی جاتی ہے۔ ٹریبونل کی طرف سے دیا گیا فیصلہ، جب تک کہ اس کا جائزہ نہ لیا جائے یا اس کے خلاف اپیل نہ کی جائے، حتمی حیثیت حاصل کرتا ہے۔ اگر اس طرح کے جائزے کے اختیار کی اجازت دی جاتی ہے، تو کوئی فیصلہ حتمی نہیں ہے، کیونکہ مذکورہ فیصلے سے فریق کے منفی طور پر متاثر ہونے کی صورت میں فیصلہ کسی بھی وقت جائزے سے مشروط ہوگا۔ ایک فریق جس کے حق میں فیصلہ دیا گیا ہے وہ آنے والے ہر وقت کیس کی نگرانی نہیں کر سکتا۔ عوامی پالیسی کا مطالبہ ہے کہ قانونی مقدمات کا خاتمہ ہونا چاہیے اور اگر ٹریبونلز کے نقطہ نظر کو قبول کر لیا جائے تو کسی معاملے میں کارروائی کبھی ختم نہیں ہوگی۔ اس لیے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اگر محدودیت کی مدت کے اندر دائر کیا جائے تو مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر 47 میں مذکور محدود بنیاد پر متاثرہ افراد کے لیے جائزے کا حق دستیاب ہے۔

ٹریبونل نے اپیل کنندہ کی درخواست کو محض اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ اپیل کنندہ ٹی اے نمبر

263/86 میں پی ایس جان (سپرا) کے معاملے میں سنٹرل ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل، احمد آباد کے ذریعے دیے گئے فیصلے کو کالعدم قرار دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ یہاں ہے کہ ٹریبونل بظاہر غلطی میں پڑ گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مقدمے میں ٹریبونل کا فیصلہ پی ایس جان اپیل کنندہ کے خلاف تھا لیکن ایکٹ کی دفعہ 19 کے تحت اپیل کنندہ کی طرف سے دائر درخواست پر قانون کے مطابق کارروائی کی جانی چاہیے۔

عدالتی فیصلوں کے میدان میں مستقل مزاجی، یقین اور یکسانیت کو "پیشگی نظریہ" سے پیدا ہونے والے فوائد سمجھا جاتا ہے۔ مثال ایک نمونہ طے کرتی ہے جس پر مستقبل کا طرز عمل مبنی ہوسکتا ہے۔ انصاف کے انتظام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ مقدمات کا فیصلہ یکساں طور پر کیا جانا چاہیے۔ اس طرح مثال کا نظریہ مرکزی انتظامی ٹریبونل پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ جب بھی ایکٹ کی دفعہ 19 کے تحت کوئی درخواست دائر کی جاتی ہے اور مذکورہ درخواست میں شامل سوال ٹریبونل کے کسی سابقہ فیصلے سے ختم ہوتا ہے، تو ٹریبونل کو لازمی طور پر سابقہ معاملے میں دیے گئے فیصلے کو ایک مثال کے طور پر مدنظر رکھنا ہوتا ہے اور اسی کے مطابق درخواست کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ ٹریبونل یا تو پہلے کے فیصلے میں لیے گئے نقطہ نظر سے متفق ہوسکتا ہے یا اختلاف کرسکتا ہے۔ اگر یہ اختلاف کرتا ہے، تو معاملہ ایک بڑی بنچ/مکمل بنچ کو بھیجا جاسکتا ہے اور معاملے کو ایک بڑی بنچ تشکیل دینے کے لیے چیئرمین کے سامنے رکھا جاسکتا ہے تاکہ دونوں بنچوں پر کوئی تنازعہ نہ ہو۔ اس کے بعد، بڑی بنچ کو بعد کی درخواست کو نمٹانے میں پہلے کے فیصلے کی درستگی پر غور کرنا ہوگا۔ بڑی بنچ پہلے کے فیصلے میں لیے گئے نقطہ نظر کو ختم کرسکتی ہے اور قانون کا اعلان کرسکتی ہے، جو تمام بنچوں پر پابند ہوگا (دیکھیں جھن لوکاس (سپرا)۔ موجودہ معاملے میں، ہمیں جو پتہ چلا ہے وہ یہ ہے کہ ٹریبونل نے اپیل گزاروں کی درخواست کو یہ سوچ کر مسترد کردیا کہ اپیل گزار 1986 کی منتقلی کی درخواست نمبر 263 میں ٹریبونل کے فیصلے کو کالعدم قرار دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ٹریبونل کا یہ نظریہ درست نہیں تھا۔ اپیل کنندہ کی درخواست کا فیصلہ قانون کے مطابق ہونا ضروری تھا۔

مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر، 1990 کے او اے نمبر 47 میں منظور کردہ ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل کے 1990 کے او اے نمبر 47 کے حکم کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور مقدمے کو قابلیت کے بارے میں فیصلے کے لیے ٹریبونل کو واپس بھیج دیا جاتا ہے، ترجیحی طور پر فیصلے کی نقل موصول ہونے کی تاریخ سے تین ماہ کے اندر۔ اپیل کی اجازت ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔

ایس۔ ایس۔

اپیل منظور کی جاتی ہے۔